مثنوی مولوی معنوی
کی جامع اور لاجواب اردو شرح
کلید مثنوی
حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی
نور اللہ مرقدہ
ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
☎061 540513 519240

اس باندی کی داستان جو بی بی کے گدھے سے شہوت رانی کرتی تھی اور اس نے اس کو انسانوں کی طرح شہوت پورا کرنا سکھا دیا تھا اور گدھے کی قضیب میں کدو پہنا دیتی تھی تا کہ اندازہ سے آگے نہ جائے اور بی بی کو اس کا پتہ لگ گیا لیکن کدو کا نکتہ نہ سمجھی، باندی کو ایک بہانہ سے بہت دور روانہ کر دیا اور وہ بغیر کدو کے اس گدھے سے لگ گئی اور رسوائی کے ساتھ ہلاک ہوگئی باندی اچانک واپس آئی اور رونے لگی کہ اے میری جان اور اے میری روشن آنکھ تو نے کیر دیکھا اور کدو نہ دیکھا ذکر دیکھا وہ دوسرا نہ دیکھا ہر ناقص ملعون ہے یعنی ہر کوتاہ نظر اور کوتاہ سمجھ ملعون ہے ورنہ ظاہری جسم کے ناقص قابل رحم ہیں نہ کہ ملعون، اللہ تعالیٰ کے قول نے "نہیں ہے اندھے پر گناہ اور نہ لنگڑے پر گناہ اور نہ مریض پر گناہ" گناہ کی نفی کر دی نہ کہ لعنت اور عتاب اور غضب کی

یک کنیزک نرخرے برخود فگند	از وفور شہوت و فرط گزند
ایک باندی نے ایک گدھا اپنے اوپر ڈال لیا	شہوت کی کثرت اور شہوت کی زیادتی کی تکلیف سے
آں خر نر را بگاں خو کردہ بود	خر جماع آدمی پے بردہ بود
اس نر گدھے کو جماع کی عادت ڈال دی تھی	گدھے نے آدمی کا جماع سیکھ لیا تھا
یک کدوی بود حیلت سازہ را	در نرش کردہ پئے اندازہ را
(اس) حیلہ ساز (باندی) کے پاس ایک کدو تھا	جس کو اس نے اندازہ کے مطابق اس کے ذکر میں پہنایا تھا
در قضیبش آں کدو کردے عجوز	تار و دنیم ذکر وقت سپوز
بڑھیا اس کے ذکر میں کدو پہنا دیتی	تا کہ گھسانے کے وقت آدھا ذکر جائے
گر ہمہ کیر خر اندروے رود	آں رحم و آں رودہا ویراں شود
اگر گدھے کا پورا ذکر اس میں جائے	تو رحم اور انتڑیاں تباہ ہو جائیں
خر ہمی شد لاغر و خاتون او	ماندہ عاجز کز چہ شد ایں خر چو مو
گدھا دبلا ہو رہا تھا اور اس کی مالکہ	حیران تھی کہ یہ گدھا بال جیسا کس وجہ سے ہوگیا
نعلبنداں را نمود آں خر کہ چیست	علت او کہ نتیجہ اش لاغریست
اس نے اس گدھے کو نعلبندوں کو دکھایا کہ کیا ہے؟	اس کی بیماری جس کا نتیجہ دبلا پن ہے
ہیچ علت اندر و ظاہر نشد	ہیچ کس از سر آں مخبر نشد
اس میں کوئی بیماری ظاہر نہ ہوئی	اس کے راز سے کوئی شخص باخبر نہ ہوا
در تفحص اندر افتاد او بجد	شد تفحص را دمادم مستعد
وہ کوشش سے جستجو میں لگ گئی	اور جستجو کے لئے پے در پے مستعد ہو گئی

جد رابايد كه جاں بندہ بود	زانكہ جد جوئندہ یا بندہ بود
جان کو کوشش کا غلام ہو جانا چاہئے	کیونکہ جستجو کرنے والے کی کوشش پانے والی بن جاتی ہے
چوں تفحص کرد از حال اشک	دید خفتہ زیر آں خر نرگسک
جب اس نے گدھے کے حال کی جستجو کی	اس کے نیچے نرگس کو پڑا ہوا دیکھا
چوں تفحص کرد از احوال خر	آں کنیزک بود زیر و خر زبر
جب اس نے گدھے کے احوال کی جستجو کی	تو وہ باندی نیچے تھی اور گدھا اوپر
از شگاف در بدید آں حال را	پس عجب آمد ازاں آں زال را
اس نے دروازے کی درز سے وہ حال دیکھا	تو وہ اس بوڑھی کو پسند آ گیا
خرہمی گاید کنیزک را چناں	کہ بعقل و رسم مرداں بازناں
گدھا باندی سے اس طرح جماع کر رہا ہے	جو مردوں کی عورتوں کے ساتھ رسم اور عقل کے مطابق ہے
درحسد شد گفت چوں ایں ممکن ست	پس من اولیٰ ترکہ خرملک من ست
وہ حسد میں مبتلا ہوگئی، بولی جب یہ ممکن ہے	تو میں زیادہ مستحق ہوں، کیونکہ گدھا میرا ہے
خر مہذب گشتۂ و آموختہ	خواں نہاداست و چراغ افروختہ
گدھا مہذب اور سدھا ہوا	دستر خوان بچھا ہے اور چراغ روشن ہے
کرد نادیدہ در خانہ بکوفت	کارے کنیزک چند خواہی خانہ روفت
اس نے انجان بن کر دروازہ کھٹکھٹایا	کہ اے باندی! گھر میں کتنی جھاڑو دیگی
از پئے روپوش میگفت ایں سخن	کاے کنیزک آمدم در باز کن
انجان پن کے لئے یہ بات کہہ رہی تھی	اے باندی! دروازہ کھول میں آ رہی ہوں
کرد خاموش و کنیزک را نگفت	راز را از بہر طمع خود نہفت
چپ رہی اور باندی سے نہ کہا	راز، اپنی چھپی ہوئی خواہش کی وجہ سے
پس کنیزک جملہ آلات فساد	کرد پنہاں پیش شد در را کشاد
باندی نے خرابی کے سب سامان	چھپا دیئے، آگے بڑھی، دروازہ کھول دیا
روترش کرد و دو دیدہ پر زنم	لب فروا گندہ یعنی صائم
اس نے منہ بنایا اور دو آنکھیں آنسوؤں سے پر	ہونٹ لٹکائے ہوئے یعنی میں روزہ دار ہوں

در کف او نرمہ جاروبے کہ من	خانہ را می روفتم بہر عطن
اس کے ہاتھ میں نرم جھاڑو کہ میں	اصطبل کی کوٹھری میں جھاڑو دے رہی تھی
چونکہ با جاروب در را او کشاد	گفت خاتوں زیر لب کاے اوستاد
جب اس نے جھاڑو لئے ہوئے دروازہ کھولا	بی بی نے منہ ہی منہ میں کہا، اے استاد!
روترش کردی و جاروبے بکف	چیست ایں خر برگستہ از علف
تو نے منہ بنایا اور جھاڑو ہاتھ میں	یہ گدھا چارے سے ہٹا ہوا کیوں ہے؟
نیم کارہ و خشمگیں جنباں ذکر	ز انتظار تو دو چشمش سوئے در
آدھا کام کئے ہوئے اور غصہ میں ذکر کو ہلانے والا	تیرے انتظار میں اس کی دونوں آنکھیں دروازہ کی جانب ہیں
زیر لب گفت ایں نہاں کرد از کنیز	داشتش آں دم چو بے جرماں عزیز
منہ ہی منہ میں کہا، اس کو باندھی سے چھپایا	اس وقت اس کو بے قصور کی طرح پیارا رکھا
بعد ازاں گفتش کہ چادر نہ بسر	رو فلاں خانہ ز من پیغام بر
اس کے بعد اس سے کہا، سر پر چادر ڈال	فلانے گھر جا، میرا پیغام لے جا
ایں چنیں گو واں چنیں گو واں چناں	مختصر کردم من افسانہ زناں
ایسا کہہ اور ویسا کہہ	میں نے عورتوں کا افسانہ مختصر کر دیا
آں چہ مقصودست مغز آں بگیر	چوں براہش کرد آں زالے ستیر
جو مقصد ہے اس کا خلاصہ لے لے	جب اس پردہ نشین بوڑھی نے اس کو روانہ کر دیا
چوں بدر کردش ز حیلت زاں مکاں	در فرو بست و بخلوت شادماں
جب اس کو تدبیر سے اس مکان سے باہر نکالدیا	دروازہ بند کر لیا اور تنہائی میں خوش تھی
بود از مستی شہوت شادماں	در فرو بست و ہمی گفت آں زماں
وہ شہوت کی مستی سے خوش تھی	دروازہ بند کر دیا اور اس وقت کہہ رہی تھی
یافتم خلوت زنم از شکر بانگ	رستہ ام از چار دانگ واز دو دانگ
میں نے تنہائی پا لی شکر کا نعرہ لگاتی ہوں	چار دمڑی اور دو دمڑی سے مجھے نجات مل گئی ہے
از طرب گشتہ بزاں زن ہزار	در شرار شہوت خر بیقرار
مستی سے عورت کی شہوت ہزار گنا ہو گئی	وہ گدھے کی شہوت کی چنگاری سے بیقرار تھی

چہ بزاں کاں شہوت اورا بز گرفت	بز گرفتن گیج را نبود شگفت
کیسی شہوت' اس شہوت نے اس کو الو بنا دیا	احمق کو الو بنا دینا تعجب خیز نہیں ہے
میل و شہوت کر کند دل را و کور	تانماید گرگ یوسفؑ نار نور
خواہش اور شہوت' دل کو بہرا اور اندھا بنا دیتی ہے	یہاں تک کہ بھیڑیا' یوسف اور آگ' نور نظر آتے ہیں
اے بسا سرمست نار و نار جو	خویشتن را نور مطلق داند او
بہت سے آگ کے سرمست اور آگ کے جویاں	وہ اپنے آپ کو نور مطلق سمجھ لیتے ہیں
جز مگر بندہ خدا کز جذب حق	وارہش آرد بگرد اند ورق
سوائے اس مرد خدا کے جذبہ کے ذریعہ اللہ (تعالیٰ)	اس کو راستہ پر لے آئے' ورق پلٹ دے
تابداندکاں خیال ناریہ	درطریقت نیست الاعاریہ
تاکہ وہ سمجھ لے کہ وہ آتشیں خیال	طریقت میں عارضی ہی ہیں
زشتہا را خواب بنماید شرہ	نیست ازشہوت بترر آفات رہ
حرص' برائیوں کو بھلا دکھا دیتی ہے	راہ (طریقت) کی آفتوں میں شہوت سے زیادہ بدتر کوئی نہیں ہے
صد ہزاراں نام خوش را کردہ ننگ	صد ہزاراں زیرکانرا کردہ دنگ
لاکھوں نیک ناموں کو اس نے بدنام کر دیا	لاکھوں عقلمندوں کو بے عقل کر دیا
چوں خرے را یوسفؑ مصری نمود	یوسفےٗ را چوں نماید آں جہود
جبکہ اس نے گدھے کو مصری یوسفؑ کر کے دکھا دیا	وہ یہودی' یوسفؑ کو کیسا دکھائے گا؟
برتو سرگیں را فسونش شہد کرد	شہد را خود چوں کند وقت نبرد
اس کے منتر نے تیرے لئے گوبر کو شہد کردیا	معرکہ' وہ شہد کو خود کیسا دکھائے گا؟
شہوت از خوردن بود کم کن زخور	یا نکاحے کن گریزاں شوز شر
شہوت کھانے سے پیدا ہوتی ہے' کھانے کو کم کر دے	یا نکاح کر لے' شر سے بچ جا
چوں بخوردی میکشد سوی حرم	دخل را خرجے بباید لا جرم
جب تو نے کھایا وہ تجھے زنانخانہ کی جانب کھینچے گا	لامحالہ آمد کے لئے خرچ ضروری ہے
پس نکاح آمد چو لاحول و ولا	تاکہ دیوت نفگند اندر بلا
تو نکاح لاحول ولاقوۃ کی طرح ہے	تاکہ شیطان تجھے مصیبت میں نہ پھنسائے

مصرع اول	مصرع دوم
چوں حریص خوردنی زن خواہ زود	ورنہ آمد گربہ و دنبہ ربود
جبکہ تو کھانے کا حریص ہے، جلد نکاح کر لے	ورنہ بلی آئی اور چکدی لے گئی
بار سنگیں بر خرے کاں میجہد	زود بر نہ پیش ازاں کو بر نہد
جو گدھا کود رہا ہے، بھاری بوجھ	جلد رکھ دے، اس سے پہلے کہ وہ پھینکے
فعل آتش را نمی دانی تو سرد	گرد آتش باچنیں دانش مگرد
آگ کے کام کو تو ٹھنڈا نہ سمجھے	ایسی عقل کے ہوتے ہوئے آگ کے گرد چکر نہ کاٹ
علم دیگ و آتش ارنبود ترا	از سر نے دیگ ماند نے ابا
اگر تجھے دیگ اور آگ کا ہنر حاصل نہیں ہے	چنگاریوں سے نہ دیگ رہے گی نہ شوربا
آب حاضر باید و فرہنگ نیز	تا پزد آں دیگ سالم در ازیز
پانی موجود رہے اور عقل بھی	تاکہ بال میں، دیگ سالم پک جائے
چوں ندانی دانش آہنگری	ریش و موسوزد چو آنجا بگذری
جبکہ تو لوہار پن کا ہنر نہیں جانتا ہے	جب تو وہاں سے گزرے گا، داڑھی اور بال جل جائیں گے
در فروبست آں زن و خر را کشید	شادمانہ لاجرم کیفر چشید
اس نے دروازہ بند کیا اور گدھے کو کھینچا	خوشی سے، لامحالہ بد انجام چکھا
درمیان خانہ آوردش کشاں	خفت اندر زیر آں نر خرستاں
اس کو کھینچتی ہوئی گھر کے بیچ میں لائی	اس گدھے کے نیچے چت لیٹ گئی
ہم برآں کرسی کہ دید او از کنیز	تارسد در کام خود آں قحبہ نیز
اسی چوکی پر جو اس نے باندی کی دیکھی تھی	تاکہ وہ رنڈی بھی اپنا مقصد حاصل کر لے
پا برآورد و خر اندر وے سپوخت	آتشے از کیر خر در وے فروخت
گدھے نے ذکر نکالا اور اس کے اندر گھسا دیا	اس میں گدھے کے ذکر سے، آگ لگ گئی
خر مؤدب گشتہ در خاتوں فشرد	تا بخایہ در زماں خاتوں بمرد
سکھائے ہوئے گدھے نے بی بی کے اندر دبا دیا	خصیے تک، بی بی فوراً مر گئی
بر درید از زخم کیر خر جگر	رودہا بگستہ شد از ہمدگر
گدھے کے ذکر کے زخمی کرنے سے جگر پھٹ گیا	انتڑیاں ایک دوسرے سے جدا ہو گئیں

کرسی از یکسو زن از یکسو فتاد	دم نزد در حال و آں زن جاں بداد
تخت ایک طرف' عورت ایک طرف گر گئی	اس حالت میں سانس نہ لیا اور اس عورت نے جان دیدی
صحن خانہ پر زخوں شد زن نگوں	مرد او و برد جاں ریب المنوں
گھر کا صحن خون سے بھر گیا' عورت اوندھی ہو گئی	وہ مر گئی' حوادث زمانہ اس کی جان لے گئے
مرگ بد باصد فضیحت اے پدر	تو شہیدے دیدۂ از کیر خر
اے باوا! سو رسوائیوں کے ساتھ بری موت	تو نے گدھے کے ذکر کا کوئی شہید دیکھا ہے؟
تو عذاب الخزی بشنو از نبے	درچنیں ننگے مکن جاں را فدے
تو قرآن سے رسوائی کا عذاب سن لے	ایسی رسوائی میں جان قربان نہ کر
دانکہ ایں نفس بہیمی نر خرست	زیر او بودن ازاں ننگیں ترست
جان لے یہ حیوانی' نفس گدھا ہے	اس کے نیچے ہونا' اس سے (بھی) زیادہ عیب دار ہے
در رہ نفس از بمردی در منی	تو حقیقت داں کہ مثل آں زنی
اگر تو خودی نفس کی راہ میں مر گیا	تو سمجھ لے کہ تو اس عورت کی طرح ہے
نفس مارا صورت خر بدہد او	زانکہ صورتہا کند بر وفق خو
وہ (اللہ تعالیٰ) ہمارے نفس کو گدھے کی صورت عطا کردے گا	کیونکہ وہ خصلت کے مطابق صورتیں بنا دے گا
ایں بود اظہار سر در رستخیز	اللہ اللہ از تن چوں خر گریز
قیامت میں راز کا یہ اظہار ہوگا	خدا کے لئے' گدھے جیسے جسم سے بھاگ
کافراں را بیم کرد ایزد زنار	کافراں گفتند نار اولیٰ ز عار
اللہ (تعالیٰ) نے کافروں کو آگ سے ڈرایا	کافروں نے کہا' ذلت سے آگ بہتر ہے
گفت نے آں نار اصل عارہاست	ہمچو آں نارے کہ آں زن را بکاست
(اس نے) کہا نہیں آگ ذلتوں کی جڑ ہے	اس آگ کی طرح جس نے اس عورت کو جلا دیا
لقمہ اندازہ نخورد از حرص خود	در گلو بگرفت لقمہ مرگ بد
اس نے اپنی حرص کی وجہ سے اندازہ سے لقمہ نہ کھایا	بری موت کا لقمہ گلے میں پھنس گیا
لقمہ اندازہ خور اے مرد حریص	گرچہ باشد لقمہ حلوا و خبیص
اے لالچی انسان! لقمہ اندازے سے کھا	اگرچہ حلوا اور کھجور کے حلوے کا لقمہ ہو

حق تعالیٰ داد میزاں را زباں	ہیں ز قرآں سورۂ رحمٰن بخواں
اللہ تعالیٰ نے ترازو کو زبان عطا کی ہے	آگاہ! قرآن میں سے سورۂ رحمٰن پڑھ لے
ہیں ز حرص خویش میزاں را مہل	آز و حرص آمد ترا خصم و مضل
خبردار! اپنے لالچ میں ترازو کو نہ چھوڑ	تمنا اور حرص تیرے دشمن اور گمراہ کرنے والے ہیں
حرص جوید کل برآید اوز کل	حرص میرست اے فجل ابن الفجل
حرص کل* چاہتی ہے کل سے محروم رہتی ہے	حرص حاکم ہے اے نامرد نامرد کے بیٹے
آں کنیزک میشد و میگفت آہ	کردی اے خاتوں تو استارا براہ
وہ باندی روانہ ہوئی اور کہتی تھی ہائے	اے بی بی! تونے استاد کو روانہ کر دیا
کار بے استاد خواہی ساختن	جاہلا نہ جاں بخواہی باختن
تونے بغیر استاد کے کام بنانا چاہا	جاہلوں کی طرح جان دینا چاہا
اے زمن دز دیدہ علم ناتمام	ننگت آمد کہ پرسی حال دام
اے! تونے میرا ناقص علم چرایا	تجھے اس سے شرم آئی کہ جال کا حال معلوم کر لے
تا نچیدے دانہ مرغ از خرمنش	ہم نیفتادے رسن در گردنش
جبکہ اس کے کھلیان سے پرند دانہ نہ چگتا	اس کی گردن میں رسی بھی نہ پڑی
دانہ کمتر خور مکن چندیں رفو	چو گلوا خواندی بخواں لاتسرفوا
دانہ بہت کم کھا اس قدر رفو نہ کر	جبکہ تو نے ''کھاؤ'' پڑھ لیا ''زیادتی نہ کرو'' پڑھ لے
تا خوری دانہ نیفتی تو بدام	ایں کند علم و قناعت والسلام
تاکہ تو دانہ چگ لے (اور) جال میں نہ پھنسے	یہ علم اور قناعت کرتا ہے والسلام
نعمت از دنیا خورد عاقل نہ غم	جاہلاں محروم ماندہ در ندم
عقلمند دنیا میں نعمت کھاتا ہے نہ کہ غم	جاہل ندامت سے محروم رہتے ہیں
چوں در افتد در گلوشاں حبل دام	دانہ خوردن گشت بر جملہ حرام
جب ان کے گلے میں جال کی رسی پھنستی ہے	سب پر دانہ چگنا حرام ہو جاتا ہے
مرغ اندر دام دانہ کے خورد	دانہ چوں زہرست در دام ار چرد
پرند جال میں سے دانہ کب چگتا ہے؟	جال میں سے اگر دانے چگے وہ زہر جیسا ہے

مرغ غافل میخورد دانہ زدام	ہمچو اندر دام دنیا ایں عوام
غافل پرند جال میں سے دانہ چگتا ہے	جس طرح عوام دنیا کے جال میں سے
باز مرغان خبیر ہوش مند	کردہ انداز دانہ خود را خشک بند
پھر باخبر ہوشمند پرندوں نے	اپنے آپ کو دانہ سے روک دیا ہے
کاندرون دام و دانہ زہرہاست	کورآں مرغے کہ در فخ دانہ خواست
کیوں کہ جال اور دانے میں زہر ہیں	وہ پرند اندھا ہے جس نے جال میں سے دانہ چاہا
صاحب دام ابلہاں را سر برید	واں ظریفاں را بہ مجلسہا کشید
جال والے نے ، بیوقوفوں کا سر قلم کر دیا	اور خوش گلو پرندوں کو مجلسوں میں لے گیا
کہ ازانہا گوشت می آید بکار	وز ظریفاں بانگ و نالہ زیر و زار
کیونکہ ان کا گوشت کارآمد ہے	اور خوش گلو پرندوں کی آواز اور رونا' ترنم اور گریہ
پس کنیزک آمد از اشگاف در	دید خاتوں را بمردہ زیر خر
تو باندی نے دروازے کی درز سے	بی بی کو گدھے کے نیچے مردہ دیکھا
گفت اے خاتون احمق اینچہ بود	گر ترا استاد خود نقشے نمود
اس نے کہا اے بیوقوف بی بی! یہ کیا تھا؟	اگر استاد نے تجھے خود ایک نقش دکھا دیا
ظاہرش دیدی سرش از تو نہاں	اوستانا گشتہ بکشادی دکاں
تونے اس کا ظاہر دیکھ لیا اس کا راز تجھ سے پوشیدہ رہا	استاد بنے بغیر تو نے دکان کھول دی
کیر دیدی ہمچو شہد و چوں خبیص	آں کدو را چوں ندیدی اے حریص
تونے ذکر کو شہد اور حلوہ جیسا دیکھا	اے حریص! تو نے وہ کدو کیوں نہ دیکھا؟
یاچو مستغرق شدی در عشق خر	آں کدو پنہاں بماندت از نظر
یا جب تو گدھے کے عشق میں مدہوش ہو گئی	وہ کدو تیری نظروں سے چھپا رہا
ظاہر صنعت بدیدی ز اوستاد	اوستادی بر گرفتی شاد شاد
تونے استاد کی ظاہری کاریگری دیکھی	تونے خوشی خوشی' استادی اختیار کر لی
اے بسا زراق گول بیوقوف	ازرہ مرداں ندیدہ غیر صوف
بہت سے احمق بیوقوف مکاروں نے	سوائے اون کے مردوں کے راستہ میں کچھ نہ دیکھا

اے بسا شوخاں زاندک احتراف	از شہاں ناموختہ جز گفت و لاف
بہت سے بے حیا ہیں تھوڑے سے ہنر سے	انہوں نے شاہوں سے سوائے باتوں اور شیخی کے کچھ حاصل نہ کیا
ہر یکے در کف عصا کہ موسیمؑ	می دمد بر ابلہاں کہ عیسیمؑ
ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی ہے کہ میں موسیٰ ہوں	بیوقوفوں پر دم کرتا ہے کہ میں عیسیٰ ہوں
آہ ازاں روزے کہ صدق صادقاں	باز خواہد از تو سنگ امتحاں
ہائے وہ دن، کہ سچوں کی سچائی	امتحان کا پتھر تجھ سے طلب کرے گی
آخر از استاد باقی را بپرس	کہ حریصاں جملہ کورانند و خرس
آخر باقی (ہنر) استاد سے پوچھ لے	کیوں کہ لالچی سب اندھے اور گونگے ہیں
جملہ جستی باز ماندی از ہمہ	صید گرگاں اند ایں ابلہ رمہ
تونے سب کو ٹٹولا سب سے محروم رہا	یہ بیوقوف گلہ بھڑیوں کا شکار ہے
صورتے بشنیدی گشتی ترجماں	بیخبر از گفت خود چوں طوطیاں
تونے تھوڑی سی بات سنی، ترجمان بن گیا	طوطیوں کی طرح اپنی گفتگو سے بے خبر ہے

شرح حبیبی

ایک لونڈی نے غلبہ شہوت اور اس کی تکلیف کی زیادتی کے سبب اپنے اوپر گدھا ڈالا۔ اس سے پیشتر وہ اس کو جماع کا عادی کر چکی تھی اور وہ گدھا آدمی کی سی جفتی سیکھ گیا تھا۔ اس ہوشیار لونڈی کے پاس ایک کدو تھا۔ اس کو اس نے گدھے کے عضو تناسل میں اندازہ کے لئے پہنا دیا تھا۔ یعنی اس بڑھیا نے اس کدو کو اس کے عضو مخصوص میں اس لئے پہنایا تھا تا کہ دخول کے وقت آدھا اندر جائے سارا نہ جاسکے۔ اس لئے کہ وہ جانتی تھی کہ اگر تمام اندر چلا گیا تو رحم اور آنتوں سب کا ستیاناس ہو جائے گا چونکہ وہ لونڈی اس سے ہمیشہ یہ کام لیا کرتی تھی اس لئے وہ گدھا دبلا ہوتا جاتا تھا اور گدھے کے مالک بی بی پریشان تھی اور سوچتی تھی کہ یہ گدھا اتنا دبلا کیوں ہو گیا۔ اس نے نعل بندوں کو بھی دکھلایا اور پوچھا کہ اسے کیا مرض ہے جو یہ یوں دبلا ہوتا جاتا ہے۔ مگر کسی کو بیماری کا پتہ نہ چلا اور کسی نے اس کا راز نہ بتلایا۔

بالآخر وہ نہایت کوشش کے ساتھ اس کی تفتیش میں مصروف ہوئی اور تحقیق کے لئے پورے طور پر تیار ہوئی۔ آدمی کو چاہئے کہ جان سے کوشش کا غلام ہو جائے کیونکہ جو کوشش سے کسی شئے کو طلب کرتا ہے وہ بالآخر اسے پالیتا ہے۔ چنانچہ جب اس بی بی نے پوری کوشش سے اپنے گدھے کے حال کی تفتیش کی تو بالآخر اسے اس کا راز معلوم ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ لونڈی اس کے نیچے پڑی ہے اور جب کہ اس نے اپنے گدھے کے حال کو تحقیق کیا تو اس نے دیکھا کہ لونڈی نیچے ہے اور گدھا اوپر۔

اس حالت کو اس نے کواڑ کی درز سے دیکھا تھا۔ اس بڑھیا کو یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ گدھا لونڈی سے یوں جماع کر رہا ہے جیسے مرد عورتوں کے ساتھ عقل اور قاعدہ کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ نیز اس کو رشک ہوا اور اس نے سوچا کہ جب ایسا ہوسکتا ہے تو میں اس کی زیادہ مستحق ہوں کیونکہ گدھا میرا ہے۔ نیز گدھا بھی سدھایا ہوا اور سکھلایا ہوا ہے اس لئے کوئی دشواری ہی نہیں ہے۔

غرضکہ خوان رکھا ہوا ہے اور چراغ روشن ہے یعنی سامان سب موجود ہے پھر کیوں محروم رہوں۔ یہ خیال کر کے اس نے اپنے کو ایسا بنالیا جیسا کہ دیکھا ہی نہیں اور دروازہ پر تھپکی دی اور کہا کہ اری باندی آخر کب تک جھاڑو دے گی اب تک دے نہیں چکی۔ اور وہ جو یہ کہتی تھی کہ کب تک جھاڑو دے گی میں آ گئی اور دروازہ کھول۔ یہ محض واقعہ کو چھپانے کے لئے کہتی تھی ورنہ وہ جانتی ہی تھی کہ واقعہ کیا ہے۔ غرضکہ وہ چپ رہی اور لونڈی سے یہ واقعہ نہیں کہا اور اس راز کو اس نے اپنے طمع کیلئے چھپالیا ادھر تو یہ ہوا ادھر لونڈی نے جب دیکھا کہ بی بی آ گئی تو اس نے بدمعاشی کا سارا سامان چھپادیا اور دروازہ کھول دیا اور منہ بنالیا اور آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور ہونٹ نیچے لٹکا لیا اس نے اس کو یہ ظاہر کرنا تھا کہ میں روزہ دار ہوں اور اس کے ہاتھ میں ایک نرم جھاڑو تھی۔ جس سے اس کو یہ ظاہر کرنا تھا کہ میں گدھے کے تھان کی صفائی کے لئے گھر میں جھاڑو دے رہی تھی۔ پس جبکہ اس نے ہاتھ میں جھاڑو لئے دروازہ کھولا تو بی بی نے چپکے سے کہا کہ اری استاد تو نے بھی منہ بھی بنا لیا اور ہاتھ میں جھاڑو بھی لے لی۔ مگر یہ کیا بات ہے کہ گدھے نے چارہ چھوڑ دیا ہے اور نافراغت یافتہ اور غصہ میں بھرا ہوا ہے اور عضو تناسل کو ہلا رہا ہے اور تیرے انتظار میں دروازہ کو تک رہا ہے۔ یہ اس نے آہستہ ہی سے کہا اور لونڈی کو مطلع نہیں کیا اور اس سے ویسے ہی پیار محبت کی باتیں کیں۔ جیسے بے قصوروں سے کرتے ہیں اس کے بعد کہا کہ اچھا سر پر دوپٹہ ڈال لے اور فلاں گھر میرا یہ پیغام لے جا وہاں جا کر یوں کہنا وں کہنا۔ ایسا کہنا ویسا کہنا۔

غرض اس نے بہت لمبا چوڑا کام بتا دیا۔ میں نے عورتوں کے قصہ کو مختصر کر دیا ہے اور بقدر مقصود بیان کر دیا ہے تم اس سے مغز لے لو اور پوست کو چھوڑ دو۔ خیر تو جب اس پردہ نشین بڑھیا نے اسے چلتا کر دیا اور جبکہ تدبیر سے اس کو اس مکان سے نکال دیا تو اس نے دروازہ بند کر لیا اور خلوت سے خوش ہوئی۔ چونکہ وہ مستی شہوت سے خوش تھی اس لئے اس نے دروازہ بند کر لیا اور یہ کہنے لگی اب مجھے خلوت مل گئی ہے اور اب میں شکر کا نعرہ لگاتی ہوں اور اب مجھے تمام عالم کی کچھ فکر نہیں ہے خوشی سے اس عورت کی شہوت ہزار گونہ بڑھ گئی تھی اور گدھے کی شہوت کے سبب بے قرار تھی۔ کیسی شہوت وہ شہوت جس نے اس کو پاگل بنا دیا تھا اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ وہ پہلے ہی سے احمق تھی اور احمق کو پاگل بنا لینا کون سی بڑی بات ہے۔ جس پر تعجب ہو پھر شہوت جیسی چیز کا کسی کو پاگل کر دینا تو اور بھی تعجب خیز نہیں۔ کیونکہ یہ تو وہ بلا ہے کہ دل کو بہرا اور اندھا بنا دیتی ہے۔ یہاں تک کہ بھیڑیا یوسف معلوم ہونے لگتا ہے اور آگ نور معلوم ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ ایسے بہت سے لوگ ہیں جو سراسر آگ ہیں اور آگ ہی کو ڈھونڈ رہی ہیں۔ یعنی خواہش نفس اور شہوت میں گرفتار ہیں مگر ان کو کچھ نہیں دکھلائی دیتا۔ اور وہ اپنے کو سراسر نور سمجھتے یعنی اپنے کو اچھا جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں بہت اچھا کر رہے ہیں۔ کھانے کا شوق ہے خواہ بضرورت یا بلا ضرورت تو فوراً شادی کر و ورنہ بلی آئے گی اور دنبہ اڑا لے جائے گی۔ یعنی تمہارا کام خراب ہو جائے گا۔

دیکھو جو گدھا اچھلتا کودتا ہو اس پر اس سے پیشتر ہی بھاری بوجھ لاد دینا چاہئے کہ وہ اچھل کود کر کے بوجھ کو گرا دے۔ یوں ہی شہوت کیسی نہایت خطرناک شئے ہے اس کا پہلے ہی انتظام کر لینا چاہئے۔ خواہ یوں کہ کھانا کم کیا جائے یا یوں کہ شادی کر لی جائے لیکن اگر شادی کا انتظام نہ ہو سکے تو شہوت کے پاس ہی نہ پھٹکنا چاہئے اور کھانا کم کرنا چاہئے دیکھو اگر تم آگ کا کام نہیں جانتے تو باوجود اس علم کے کہ میں آگ کا کام نہیں جانتا اس کے پاس نہ پھٹکنا چاہئے کیونکہ اگر تم ہانڈی چولہے کا کام قاعدہ نہیں جانتے ہو اور پھر ہانڈی چولہا کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آگ کے شعلے نہ ہانڈی کو چھوڑیں گے نہ سالن کو بلکہ سب کو تباہ کر دیں گے۔ ہانڈی چولہے کے کام کے لئے ضرورت ہے کہ پانی پاس موجود ہو اور علم و عقل بھی ہو تا کہ جس وقت آگ تیز ہو اور ہانڈی ابلنے لگے فوراً چھینٹا دے کر جوش کو دبا دیا جائے اور ہانڈی کھد کھد پکتی رہے اور پک کر صحیح و سالم اتر آئے۔ یوں ہی آتش شہوت کے لئے ضرورت ہے کہ اس کے جوش کو کم کرنے کا سامان یعنی بیوی موجود ہو تا کہ جس وقت شہوت غلبہ کرے فوراً جماع سے اس کے جوش کو کم کر دیا جائے۔ نیز اگر تم لوہاری کا پیشہ نہیں جانتے ہو تو اگر تم ایسی حالت میں آگ کے پاس جاؤ گے تو تمہاری ڈاڑھی اور بال جل جائیں گے ایسی حالت میں چاہئے کہ تم آگ سے الگ رہو۔ یہی حالت شہوت کی ہے کہ اگر تم اس کو قابو میں رکھنے پر قادر نہیں ہو تو اس سے الگ رہو۔

خیر یہ مضمون ارشادی تو ختم ہوا۔ اب سنو کہ اس عورت نے دروازہ بند کر لیا اور خوشی خوشی گدھے کو جماع کے لئے کھینچا۔ جس کا اس نے خمیازہ بھگتا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ وہ اس کی رسی پکڑ کر گھر میں لائی اور اس کے نیچے اسی کرسی پر چت لیٹ گئی۔ جس پر اس نے لونڈی کو لیٹے دیکھا تھا تا کہ وہ بیوہ بھی اپنا مقصد حاصل کرے اور چت لیٹ کر ٹانگیں اٹھا دیں۔ اس پر گدھے نے اس کے اندر دخول کر دیا اس کا دخول کرنا تھا کہ اس کے اندر آگ لگ گئی۔ گدھے نے ذرا جھک کر خصیوں تک بی بی کے اندر اتار دیا اور وہ بی بی فوراً مر گئی۔ گدھے کے عضو تناسل کے صدمہ سے اس کا کلیجہ پھٹ گیا اور آنتیں الگ الگ ہو گئیں۔ کرسی الگ گئی عورت الگ گری۔

غرضکہ عورت نے دم ہی نہ لیا اور فوراً جان دیدی گھر کا صحن خون سے لال ہو گیا عورت الٹی ہو گئی اور مر گئی۔ اور موت کی سختی اس کی جان لے گئی۔ غرضکہ بڑی رسوائی کی موت ہوئی۔ کیونکہ آج تک نہیں سنا گیا کہ کوئی گدھے کے ذکر سے مرا ہو۔

اچھا بتلاؤ کیا تم نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جو گدھے کے ذکر سے شہید ہوا ہو۔ ہرگز نہیں۔ اس مضمون کو یہاں تک پہنچا کر مولانا پھر مضمون ارشادی کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم اس عورت کی حالت سے عبرت پکڑو اور سمجھو کہ حق سبحانہ اپنے نافرمانوں کو رسوائی کا عذاب دیتے ہیں جو کہ نہایت سخت ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ **فارسلنا علیھم ریحاً صرصراً فی ایام نحسات لنذیقھم عذاب الخزی فی الحیوٰۃ الدنیا ولعذاب الاٰخرۃ اخزیٰ وھم لاینصرون** پس تم ایسی شرمناک حالت میں جان نہ دو۔ یعنی معصیت سے بچو تا کہ تم ایسی شرمناک حالت میں جان دینے سے محفوظ رہو۔ دیکھو نفس شہوانی ایک گدھا ہے اس کے نیچے آ جانا اور اس کا مغلوب ہو جانا خر معروف کے نیچے آنے سے زیادہ شرمناک بات ہے کیونکہ گدھے کے نیچے پڑنے میں عار کا منشا انسان کی شرافت اور گدھے کی خست و دنائت ہے اور خشت و دنایت نفس میں گدھے سے زیادہ ہے کیونکہ گدھے کی خست اور دنائت کی جو وجہ بھی بتائی جائے گی وہ نفس میں بدرجہ اکمل موجود ہوگی۔ پس نفس گدھے سے زیادہ اخس و ارذل ہوگا اور اس کے نیچے پڑنا زیادہ موجب شرم ہوگا۔ پس

اگر تم خودی کے سبب نفس کے لئے جان دیدو کہ سمجھو کہ فی الحقیقت تم اس عورت کی مثل ہو۔

دیکھو قیامت میں نفس کو گدھے کی صورت میں محشور کیا جائے گا کیونکہ وہاں صورتیں خصائل کے موافق عطا کی جائیں گی اور نفس خصائل میں گدھے سے زیادہ ملتا ہے اس لئے اس کا حشر گدھے کی صورت میں ہوگا یہ معنی میں قیامت میں اظہار بواطن کے پس خدا کے لئے اور پھر خدا کے لئے اس گدھے کے مانند نفس سے بھاگو اور اس کے نیچے نہ آؤ اور اس سے مغلوب نہ ہو کیونکہ ہم بتلا چکے ہیں کہ یہ نہایت شرم کی بات ہے اور عار ایسی بری چیز ہے کہ کفار نے عار کو نار پر ترجیح دی تھی۔

چنانچہ جب حق سبحانہ نے ان کو آگ کی دھمکی دی تو انہوں نے کہا کہ **اختر النار علی العار** یعنی ہم ننگ کے مقابلہ میں آگ کو قبول کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں حق سبحانہ نے فرمایا کہ عار سے بچنے کے لئے آتش دوزخ کو اختیار کرنا تمہاری غلطی۔ کیونکہ اس کی رسوائی تمام رسوائیوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ **کما قال اللہ تعالیٰ ولعذاب الاٰخرۃ اخزیٰ** بس یہ ننگ ہے بچنا۔ بلکہ چھوٹے ننگ سے بچ کر بڑی کو اختیار کرنا ہے۔

اب مولانا فرماتے ہیں کہ آتش دوزخ یوں ہی تمام عاروں سے بڑھ کر جیسے وہ آتش شہوت جس نے اس عورت کا خاتمہ کر دیا۔ پس تم نفس کی ماتحتی کی عار اور آتش دوزخ کی رسوائی دونوں کو کیوں گوارا کرتے ہیں۔

اس مضمون ارشادی کو ختم کر کے مولانا پھر قصہ خاتون کی طرف عود فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے حرص سے کام لیا اور اپنے حرص کے سبب لقمہ اندازہ کے موافق نہ کھایا۔ لہذا وہ لقمہ گلے میں اٹک گیا اور سبب مرگ بن گیا۔ اس کے بعد پھر مضمون ارشادی کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حریص لوگو تم بھی لقمہ اندازہ کے موافق کھاؤ خواہ وہ لقمہ حلوا ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی قضائے شہوات استیفائے لذات قانون شرعی کے موافق کرو اور اس طرح نہ کرو کہ وہ تمہارے لئے مضر ہو۔ تم قرآن میں سورۂ رحمٰن پڑھو اور اس میں دیکھو کہ حق سبحانہ فرماتے ہیں **ووضع المیزان الاتطغوا فی المیزان** یعنی حق سبحانہ نے ترازو قائم کی ہے جو تم کو ایک شے کی حد اور اس کا اندازہ بتاتی ہے تاکہ تم اندازہ میں حد سے نہ بڑھ جاؤ اور وہ میزان قانون شریعت ہے۔ پس تم اپنے حرص سے اس میزان کو نہ چھوڑو اور حرص سے کام نہ لو کیونکہ حرص تمہاری دشمن اور گمراہ کنندہ ہے حرص تو کل چاہتی ہے مگر اس کے ہاتھ سے کل نکل جاتا ہے اور کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا۔ پس تم اسے چھوڑو کیونکہ یہ ام الذمائم اور راس الخطیات ہے۔

اس کے بعد پھر اصلی قصہ کی طرف عود کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ لونڈی خاتون سے رخصت ہو رہی تھی اور بزبان حال کہہ رہی تھی کہ اے خاتون تو نے غضب کیا کہ استاد کو روانہ کر دیا تو بدوں استاد کے کام کرے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حماقت سے جان کھودے گی۔ اے وہ خاتون جس نے مجھ سے علم ناتمام اڑا لیا ہے تجھے عار آئی کہ اس پھندے کا حال مجھ سے تحقیق کرے۔ اچھا اس کا نتیجہ دیکھنا۔

یہاں سے پھر مولانا مضمون ارشادی کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب تک جانور دانہ کے خرمن سے دانہ نہیں چنتا اس وقت تک اس کے گلے میں رسی بھی نہیں پڑتی۔ اس لئے اس کی ہلاکت کا باعث اس کی بے احتیاطی ہوتی ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ تم غذا کو چھوڑ دو اور اس قدر اصلاح جسم کی فکر نہ کرو۔ یہ مانا کہ قرآن میں حکم کلوا موجود ہے مگر اس میں **لاتسرفوا** بھی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اندازہ کو ملحوظ رکھو اور حد سے نہ

بڑھو۔ اور احتیاط کو مدنظر رکھو اور بے احتیاطی نہ کرو۔ تاکہ تم دانہ بھی کھالو اور جال میں بھی نہ پھنسو۔ یعنی تم کو غذا بھی مل جائے اور تم اس کی مضرت سے بھی محفوظ رہو۔ اور یہ بات دو چیزوں سے حاصل ہو سکتی ہے اول علم مضار دوم قناعت۔ پس اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے تم کو ان دونوں کے حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

دیکھو جو عاقل ہیں وہ دنیا میں نعمتیں کھاتے ہیں مگر غم نہیں کھاتے یعنی چونکہ قانع ہوتے ہیں اس لئے جو کچھ ان کو مل جاتا ہے بشرطیکہ اس میں مضرت نہ ہو۔ اس کو کھالیتے ہیں اور اشیاء مضرۃ کی حرص نہیں کرتے۔ اس طرح وہ نعمائے الٰہیہ سے متمتع ہوتے ہیں اور کوئی مضرت دینی ان کو لاحق نہیں ہوتی۔ برخلاف احمقوں کے کہ وہ حریص ہیں اور مضر اور غیر مضر میں تمیز نہیں کرتے۔ اس لئے جو کچھ ملتا ہے کھالیتے ہیں اور اس طرح آخر وہ نعمتوں سے محروم ہو جاتے ہیں اور پچھتاتے ہیں ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ جب ان کے گلے میں پھندا پڑنے والا تھا تو ان پر حرام تھا کہ وہ دانہ کھاتے۔ دیکھو عاقل جانور جال میں سے دانہ نہیں کھاتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر وہ اس دانہ کو کھالے گا تو وہ اس کے حق میں زہر ہو جائے گا یعنی اس کی جان لے لے گا۔ ہاں جو جانور غافل ہوتا ہے وہ جال میں سے دانہ کھالیتا ہے جس طرح کہ دام دنیا میں سے عوام غذائیں کھاتے ہیں اور کچھ نہیں دیکھتے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔

ہاں جو لوگ عاقل جانوروں کے مشابہ ہیں یعنی اہل اللہ انہوں نے اپنے کو دام دنیا سے دانہ کھانے کو بالکل روک لیا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس دام دنیا اور اس کی غذاؤں میں بہت سے زہر ملے ہوئے ہیں جو کہ حیات روحانی کو سلب کرنے والے ہیں۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ نہایت ہی اندھے ہیں وہ جانور جو جال میں سے دانہ کھانا چاہیں کیونکہ وہ ذرا سی قوت کے لئے جان دینا گوارا کرتے ہیں۔ بس یہی حالت اہل دنیا کی ہے کہ وہ بھی لذات فانیہ دنیویہ کے لئے موت روحانیہ کو گوارا کرتے ہیں اور نعمائے اخرویہ سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جانا قبول کرتے ہیں ایک فرق تو جانوروں اور زیرک جانوروں کے درمیان یہ تھا کہ جو بیان کیا گیا کہ عاقل جانور محتاط ہوتے ہیں اور احمق بے احتیاط۔ اب دوسرا فرق سمجھو۔ شکاری جب شکار کرتا ہے تو اس کے جال میں جس طرح احمق جانور پھنستے ہیں یوں ہی کبھی کبھی احمق بقضائے الٰہی عاقل جانور بھی پھنس جاتے ہیں۔ پس شکاری ان کے ساتھ یہ معاملہ کرتا ہے کہ احمقوں کا تو سر کاٹتا ہے اور عاقلوں کو اپنی مجلس میں لے جاتا ہے اور اپنی مجلس کو ان سے رونق دیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ احمقوں کا تو گوشت کام آتا ہے اور عاقلوں کی آواز اور ان کا نالہ اور خوشی وغم مطلوب ہے جیسے بلبل مینا وغیرہ۔ یوں ہی حق سبحانہ بھی لوگوں کے ساتھ مختلف برتاؤ کرتے ہیں اور جو لوگ حماقت سے دنیا میں گرفتار ہوتے ہیں ان کو مقہور کرتے ہیں اور جو لوگ عقل معاد رکھتے ہیں اور حتی الامکان اس جال میں پھنسنے سے احتراز کرتے ہیں اور باایں ہمہ کبھی بقضائے الٰہی اس میں پھنس جاتے ہیں تو ان کے جرم کو معاف فرماتے ہیں اور ان کو اپنے تقرب سے سرفراز فرماتے ہیں۔

خیر یہ ارشادی مضمون تو ختم ہوا۔ اب اصل قصہ سنو الغرض وہ لونڈی اس کام سے واپس آئی اور شگاف در سے جھانک کر دیکھا کہ خاتون گدھے کے نیچے مری پڑی ہے یہ دیکھ کر اس نے کہا کہ ارے احمق بی بی یہ کیا حرکت تھی اگر استاد نے تجھے ایک صورت دکھائی تھی تو تو نے صرف اس کا ظاہر دیکھا تھا مگر اس کا راز تجھ سے مخفی تھا لیکن تو نے سمجھ لیا کہ بس یہ ہی ہے اور کچھ نہیں۔ اور یہ سمجھ کر بدوں استاد بنے تو نے دوکان کھول لی۔ تو نے گدھے کے شہد

اور حلوے کی مانند خریدار ذکر کو تو دیکھا اس کدو کو کیوں نہ دیکھا جس سے تیری جان بچی رہتی۔
معلوم ہوتا ہے کہ گدھے کے عشق میں تیری حالت ایسی ہوگئی تھی جیسے کوئی استغراق میں ہو۔ اس لئے وہ کدو تیری نظر سے مخفی ہوگیا۔ افسوس کہ تو نے استاد کا ظاہری فعل دیکھ لیا اور خوش خوش استاد بن بیٹھی اس کا یہ نتیجہ ہوا۔
یہاں سے مولانا پھر مضمون ارشادی کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بہت سے دھوکہ باز اور احمق لوگ ہیں جنہوں نے اہل اللہ کے طریق سے سوائے اونی لباس کے اور کچھ نہیں دیکھا اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو ذرا سا فن سیکھ کر دلیر بن گئے ہیں اور اہل اللہ سے انہوں نے صرف باتیں بنانا اور دعویٰ کرنا سیکھا ہے اور کچھ نہیں سیکھا۔ یہ تو ان کی حالت ہے اس پر طریق ان کا یہ ہے کہ ہر ایک ہاتھ میں لاٹھی لئے ہوئے موسیٰ ہونے کا مدعی ہے اور احمقوں پر منتر پھونکتا ہے اور کہتا ہے کہ میں عیسیٰ ہوں۔ خیر او جعل سازو یہاں جو چاہو کر لو لیکن اس روز تمہیں حقیقت معلوم ہوگی جس روز امتحان کی کسوٹی تم سے سچوں کی سی سچائی کی طالب ہوگی اور کہے گی کہ تم اہل اللہ اور شیخ ہونے کے مدعی تھے اب تم دکھلاؤ کہ تم میں ان کی سی سچائی کہاں ہے۔
ارے احمقو کیوں فریب کرتے ہو جس قدر تم نے اہل اللہ سے حاصل کیا ہے وہ تو حاصل ہو ہی گیا جو رہ گیا ہے وہ بھی حاصل کر لو اور اصلی شیخ بن جاؤ تم حرص جاہ نہ کرو۔ کیونکہ جتنے حریص ہیں سب اندھے اور گونگے ہیں نہ ان کو حق دکھائی دیتا ہے اور نہ حق ان کی زبان سے نکلتا ہے۔ دیکھو اگر کل جاہ طلب کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ بھی نہ ملے گا کیونکہ حریص لوگ جو کہ بمنزلہ بکریوں کے گلہ کے ہیں شیاطین کا شکار ہیں جو کہ ان کے لئے بمنزلہ بھیڑیوں کے ہیں اور وہ شیاطین ان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ بس جبکہ وہ حریص کے سبب وہ خود ہی برباد ہو جاتے ہیں تو ان کو کیا حاصل ہو سکتا ہے لہذا ہمارا یہ کہنا صحیح ہے کہ جملہ جستی باز ماندی از ہمہ۔ ارے تو نے اہل اللہ کے کلام کی صورت یعنی اس کے الفاظ سن لئے اور تو نقال بن گیا۔ حالانکہ تجھے طوطیوں کی طرح یہ بھی خبر نہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔

تمثیل تلقین شیخ مریداں را و پیغمبر امت را کہ ایشاں طاقت تلقین حق تعالیٰ ندارند و باحق الفت ندارند چنانکہ طوطی باصورت آدمی الفت ندارد کہ ازو تلقین تواند گرفت حق تعالیٰ شیخ را چوں آئینہ پیش مرید ہمچو طوطی دارد واز پس آئینہ تلقین میکند قولہٗ عزو جل لاتحرک بہ لسانک ... ان ھوالا وحی یوحیٰ این ست ابتدائے مسئلہ بے منتہا چنانکہ منقار جنبانیدن طوطی اندرون آئینہ خیالش میخوانی بے اختیار و تصرف او ست عکس خواندان طوطی بیرونی کہ متعلم است نہ عکس آں معلم کہ پس آئینہ ست و لیکن خواندن طوطی بیرونی تصرف آں معلم ست پس ایں مثال آمد نہ مثل

شیخ کی مریدوں کو اور پیغمبر کی امت کو تلقین کرنے کی مثال کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے تلقین کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے انہیں مناسبت نہیں ہے جیسا کہ طوطی آدمی کی صورت سے مناسبت نہیں رکھتی ہے کہ اس سے تلقین حاصل کر سکے اللہ تعالیٰ شیخ کو آئینہ کی طرح طوطی جیسے مرید کے سامنے رکھ دیتا ہے اور آئینہ